"روح القدس، عراق میں چھوڑے ہوئے لٹریچر کے ذریعے کُردوں سے مخاطب ہوں گے۔"

"اگر مسیحی اظہار محبت کے ساتھ مسلمانوں تک رسائی حاصل کرنے کا تہیّہ کر لیں تو مسلمان ہر گز اُن کی پہنچ سے باہر نہیں۔" اس امر کا اظہار نیوزی لینڈ کے نیل میکے (Niel Mackay) اور اُن کی اہلیہ نے کیا ہے جو شمالی عراق میں گھر سے بے گھر ہونے والے کُردوں کے درمیان کئی مہینے کام کر چکے ہیں۔

جناب "میکے" اور اُن کی اہلیہ جو یورپ میں ایک تنظیم People International کے ساتھ کام کر رہے تھے، [Operation Mercy آپریشن "رحم"] کی ٹیم میں شمولیت اختیار کر لی۔ یہ ٹیم عراق میں کُردوں کے لیے بنائے گئے محفوظ علاقوں میں کام کرنے جا رہی تھی۔

چیلنج (Challenge) کی رپورٹ کے مطابق جناب میکے اور اُن کی اہلیہ نیوزی لینڈ واپس جا کر اس امکان کا جائزہ لے رہے ہیں کہ وہاں People International کا دفتر قائم کیا جائے تاکہ مسلم دُنیا میں کام کرنے کے لیے اپنے ہم وطنوں کو تیار کر سکیں۔

جناب میکے بیان کرتے ہیں کہ وہ اور اُن کی اہلیہ ایک عرصے سے خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہے ہیں کہ اُنہیں "مشاہدہ" حاصل ہو۔ اُنہوں نے جب People International کے ایک مہمان مقرّر سے مسلمانوں کے بارے میں یہ سُنا کہ "اُن تک رسائی حاصل کرنے کی بہت ہی کم کوشش کی گئی ہے۔" تو اُنہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اُنہیں تربیّت اور تجربہ کے لیے انگلستان اور مشرقِ وسطیٰ جانا چاہیے۔ اُنہوں نے اپنے تین بچوں کو، جن کی عمریں ۱۳ سے ۱۹ سال کے درمیان ہیں، نیوزی لینڈ میں چھوڑا اور ترکی جانے کے ارادے سے موسمِ گرما میں ابتدائی تربیّت کے لیے انگلستان پہنچ گئے۔

وہ فروری ۱۹۹۱ء میں انگلستان پہنچے۔ تین ماہ کا عرصہ مطالعہ اور اُن لوگوں سے میل ملاقات میں گزارا جو مسلمانوں میں عیسائیت کی دعوت پھیلا رہے ہیں۔ اِس عرصے میں گزر بسر کے لیے وہ جزووقتی کام بھی کرتے رہے۔

اسی اثناء میں Tear Fund کی طرف سے اپیل جاری کی گئی کہ اُنہیں شمالی عراق میں کُردوں کے درمیان امدادی کام کے لیے افراد کی ضرورت ہے۔ محترمہ میکے جو نرس ہیں، کہتی ہیں کہ اپیل میں بالخصوص نرسوں، میڈیکل سٹاف اور پرچون فروشوں کے لیے کہا گیا تھا۔ چنانچہ دُعا کے بعد،

جناب میکے اور اُن کی اہلیہ نے عراق جانے کا فیصلہ کر لیا۔

جب یہ لوگ شمالی عراق پہنچے تو اُنہیں پتہ چلا کہ وہاں بہت سے مشنوں اور ملکوں کے مسیحی آئے ہوئے تھے جو کُردوں کے ساتھ "خداوند" پر ایمان میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ میکے اور اُن کی اہلیہ نے اپنا زیادہ وقت "یبجووا" کے قصبے میں گزارا۔ جناب میکے کا کہنا ہے کہ "کُرد وہ سب کچھ لینے کو تیار ہیں جو ہم پیش کر سکتے تھے، حتیٰ کہ اناجیل بھی۔" "تمہیں مسلمانوں سے خدا تعالیٰ کے وجود کے بارے میں بات چیت کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی، وہ تمہارے بیان سے پہلے ہی خدا تعالیٰ کے بارے میں ذکر کردیں گے۔"

جناب میکے اور اُن کی اہلیہ کو اس تصوّر سے شدید دھچکا لگا کہ کُردوں نے کبھی اِس بات پر غور نہ کیا کہ رحم و رأفت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس صورت حال سے کہ امریکی اور برطانوی سپاہی اُن کی مدد کر رہے تھے، اُن پر خدا تعالیٰ کی بعض صفات آشکار ہو رہی تھیں۔

محترمہ میکے نے بتایا کہ "اُن تمام سانحات کے باوجود جن سے کُردوں کو گزرنا پڑا اور انہیں اپنے بہت سے عزیزوں کی جانوں سے محروم ہونا پڑا، صورتِ حال پر وہ تسلیم بہ رضا تھے۔ ہم پر یہ بات واضح ہوئی کہ وہ صداقت کی "تلاش" میں ہیں لیکن یہ ہم پر منحصر ہے کہ اُنہیں یسوع کی جانب توجّہ دلائیں۔"

جناب میکے کہتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ کی مشیت کام کر رہی ہے اور مسیحیوں کی دعاؤں کا جواب مِل رہا ہے۔ اِس علاقے کے دروازے کُھلے رہیں گے۔" لوگ دُعا گو ہیں کہ "روح القدس کُردوں سے اُس لٹریچر کے ذریعے مخاطب ہوں جو وہاں چھوڑا جا رہا ہے۔" جناب میکے اور اُن کی اہلیہ یک زبان ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگیوں میں دعاؤں کی قبولیت کا مشاہدہ کیا ہے۔

محترمہ میکے کہتی ہیں کہ "ایک مغربی خاتون کے لیے کسی مسلم ملک میں کام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے مگر اجر بھی تو بہت زیادہ ہے۔"

عراق میں کام کرنے کے بعد جناب میکے اور اُن کی اہلیہ تبلیغی ٹیموں میں شامل ہونے کے لیے تُرکی گئے۔ وہاں سے انہوں نے ہالینڈ کا سفر کیا جہاں اُنہیں ترکوں اور کُردوں کے گروپوں، طالب علموں، نوجوانوں اور ہائیڈ برگ میں ایک مشنری ادارے کے کارکنوں سے خطاب کی دعوت ملی تھی۔

جناب میکے اور اُن کی اہلیہ توقع رکھتے ہیں کہ "آئندہ ڈیڑھ سال میں اُنہیں دوبارہ میدان میں جانا ہے۔ اب کے بڑا ہدف سابق سوویٹ وسطی ایشیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نیوزی لینڈ سے ایک ٹیم لے کر وہ ترکی جائیں، تاہم اُن کی ترجیح یہ ہے کہ وہ واپس عراق ہی چلے جائیں۔"

محترمہ میکے کہتی ہیں کہ "اُن کی دُعا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں مسلم دُنیا کے لیے درد ہونا چاہیے۔" اُن کا عقیدہ ہے کہ "خدا تعالیٰ، مسلمانوں سے ملاپ کے لیے یہ دروازے اس لیے کھول رہا ہے

کہ وہ مسلمانوں سے بھی اتنا ہی پیار کرتا ہے جتنا دوسرے لوگوں سے۔"
رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "اگر ہم اظہارِ محبت کے ساتھ مسلمانوں تک رسائی کے لیے کوشاں رہیں تو مسلمان ہرگز پہنچ سے باہر نہیں۔" (بحوالہ ماہنامہ "فوکس" — لیسٹر)

مشرقِ وسطیٰ

عراق: آرک بشپ کا "دُہرے سانحے" کے بارے میں انتباہ

ایک عراقی کلیسائی رہنما نے بغداد میں کرسچن ایڈ (Christian Aid) کے پروگرام ایڈوائزر کو بتایا ہے کہ عام عراقی اپنے ملک کے خلاف بین الاقوامی پابندیوں کے نتیجے میں "دُہرے سانحے" کا شکار ہے۔
آرمنی آرک بشپ نے کرسچن ایڈ کے ڈیوڈ ہیمپسن کو بتایا کہ خلیجی جنگ کے بعد عراق کے خلاف عائد کردہ پابندیوں سے پیدا ہونے والی پریشانیوں کو کم کرنے کے لیے غیر ملکی خیراتی ادارے جو رقوم خرچ کر رہے ہیں، بہتر ہوگا کہ یہ رقوم وہ اپنے ترقی یافتہ ملکوں میں استعمال کریں۔ عراق کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی مدد آپ کے تحت معاملات سلجھا لے گا۔
جناب ہیمپسن نے بتایا کہ عراق میں معیارِ زندگی مسلسل گرتا جارہا ہے اور بالخصوص شمال کے کُرد خطے میں جہاں، صدّام حسین کی فوج کی طرف سے اِس خطے کو الگ تھلگ کر دینے کی کوششیں جاری ہیں، زندگی روز بروز مشکل تر ہوتی جارہی ہے۔
حکومت کی طرف سے کُرد آبادی کے لیے جو راشن بھیجا جاتا ہے اس کا نہایت معمولی حصہ اُن تک پہنچ پاتا ہے۔ فوج کی طرف سے قائم کی گئی نگران چوکیوں پر سپاہی شہریوں سے پٹرول اور اشیائے خوراک لے لیتے ہیں۔
جناب ہیمپسن نے مزید بتایا کہ "روز مرّہ زندگی عام آدمی کے لیے مشکل ہوتی جارہی ہے۔ بہت سے لوگوں کو تنخواہیں نہیں مل رہیں مگر اشیائے ضرورت کی قیمت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ عراقی کرنسی کی قیمت انیس ماہ پہلے کی نسبت اب محض چالیسواں حصہ رہ گئی ہے۔"
بغداد میں جناب ہیمپسن نے کالدین کیتھولک کیتھڈرل کے نواح میں دو خستہ حال اسکولوں کا معائنہ کیا جہاں ۶۸ خاندان نہایت گندے ماحول میں رہ رہے ہیں۔ شمالی عراق میں جاری تنازعے سے تحفّظ کی اُمید میں بھاگ کر آنے والے اِن خاندانوں کے لیے بغداد میں زندگی کہیں زیادہ صعوبت آمیز